Fikr-e-Iqbal
Vol 2 No 1, 2025

فکرِ اقبال

The Impact of Colonial Educational Systems and the Discourse on Feminism: An Iqbalian Perspective

تحریکِ مساواتِ مردوزن اور علامہ اقبال

Prof. Dr Aftab Khan
Researcher
Correspondence: aftabkhan@gmail.com

Abstract

This article critically examines the socio-cultural and educational repercussions of the British Raj on the Muslim Ummah in the Subcontinent, focusing on the transition from traditional Persian and Arabic systems to Lord Macaulay's English-centric model. The author argues that this pedagogical shift alienated Muslims from their spiritual and historical roots, fostering a post-colonial intellectual dependency on Western/American paradigms.

Central to the discussion is the critique of contemporary Western-influenced feminism in Pakistan, exemplified by slogans like "Mera Jism Meri Marzi." The author asserts that this movement is a byproduct of a secularised education system that fosters scepticism toward Islamic heritage and the status of women in Islamic jurisprudence. By analysing Allama Iqbal's Javid Nama (specifically the "Martial Prophetess" in the Sphere of Mars), the paper contrasts Iqbal's visionary warnings of "de-feminisation" and the destruction of the family unit with the mandates of the Beijing Conference and UN-backed liberal agendas.

The article concludes that while the West sought liberation due to a lack of divine guidance, the Muslim world possesses a comprehensive ethical framework in the Quran and Sunnah. It calls for a rejection of "blind imitation" (taqlid) of Western secularism in favour of an Islamic intellectual revival.

Keywords:
Colonial Educational Systems, British Raj, Mera Jism Meri Marzi, de-feminization, Iqbalian Perspective

Received: 10-10-2025 **Accepted:** 01-12-2025 **Online:** 31-12-2025

Licensed under CC BY-NC 4.0 (Non-Commercial, Attribution).
2025 [Author]. All rights reserved.

۱۸۵۷ء میں جنگ آزادی کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنی ”تجارتی یلغار“ کے خاتمے پر تاج برطانیہ نے برصغیر کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ اس دور کا المناک ترین پہلو یہ ہے کہ انگریز قوم نے اپنے تمام وحشانہ اور غیر انسانی روایت کے تحت ظلم و ستم کا جو بازار گرم کیا تاریخ اس کی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تاہم ان مظالم سے اگر حرف نظر کر لیا جائے تب بھی اس دور حکومت میں لارڈ میکالے نے کبھی اصلاحات کے بھیس میں امت مسلمہ کو اپنے ماضی سے کاٹ کر رکھ دیا۔ فارسی عربی کی جگہ

انگریزی زبان کو لازمی قرار دینے سے امت مسلمہ مقام مصطفی سے بے گانہ گانا ہو گئی پہلے جملہ دیگر نتائج اور واقف کے خدا جانے کا اس اقدام کہ بداثرات سے امت مسلمہ پاکستان کو رستگارس حاصل ہو گی!

اس محبوب کے مقام اور محبت سے دوری کا پہلا یہ نتیجہ ہے کہ امت ۱۹۴۷ میں آزاد ہونے کے بعد اب تک مترب / امریکہ کی غلامی میں جکڑی ہوئی ہے۔ پاکستان میں جس قدر فتنے بھی گزشتہ ۷۰ سالوں میں رونما ہوئے ہیں، ان سب کے پیچھے صرف ایک تعلیمی نظام ہی وہ واحد وجہ ہے جس کی وجہ سے انکار خاتم نبوت، انکار حدیث، اسلام بیزاری، صوبائیت، لسانیت اور مذہبی گروہ بندی اور موجودہ زمانے میں حساسات مر دوزن جیسے فتنے پے درپے برپا ہو رہی ہیں اور طبقہ شرافیہ کا ایک بہت محدود طبقہ اس کے فوائد حاصل کر رہا ہے!

اس نظام تعلیمی کے پرور وہ نوجوان نسل ہی نے لاہور کی سڑکوں پر "میرا جسم میری مرضی" جیسے بے حیا نعرے بلند کیے۔ اس نظام تعلیم کے اساتذہ مرد و خواتین ہیں جنہوں نے مغرب سے حقار اعتراضات کو اپنی تحریروں اور گفتگو میں اجاگر کیا۔ انہی لوگوں نے خواتین کی قدر و منزلت کے بارے میں فضول قسم کے اعتراضات کیے کہ کیا امت مسلمہ کے ۱۴۰۰ سالوں میں کسی ایک ایسی عورت کی نشاندہی کی جا سکتی ہے جس کی رائے فقادس(VERDICTS) کو کسی مسلمان مرد عالم نے پذیرائی بخش ہوا؟ اس قسم کے لوگوں نے یہ دعوی بھی کیا کہ حالیہ دور میں علامہ اقبال اور دیگر مسلم اہل علم نے کبھی حقوق نسواں کے لیے کوئی آواز بلند کی بلکہ ایک صاحب علم خاتون نے تو یہ دعوی بھی کر دیا کہ علامہ اقبال نے صنف نازک کے مقام و مرتبہ اور حقوق کے بارے میں سرسری(CASUAL) گفتگو کی ہے۔(۱)

اس قسم کے متعدد سوالات اعتراضات ہیں جن سے کالجوں یونیورسٹیوں میں نوجوان نسل کو اور عصر نے میں دن رات اساتذہ کرام مصروف ہیں کسی کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوتی کہ وہ اس قسم کے غیر علمی اور مبہم اعتراضات کا مکمل تحقیق و علمی جائزہ لے۔

بس تقلید جامد ہے جس کا شکار مدارس عربی میں پڑھانے والے اساتذہ ہی ہیں بلکہ اس دور کا امریکی مغرب لے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کرنے والا پروفیسر پروفیسر۔۔۔۔ بھی اس صنف میں کھڑا نظر آتا ہے۔

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک
نہ زندگی، نہ محبّت، نہ معرفت، نہ نگاہ!

تاہم اس مقالے میں ہم مساوات مرد وزن Feminism کے حوالے سے ان افکار و خیالات کا ایک مختصر جائزہ پیش کریں گے۔ "جاوید نامہ" میں ۱۹۳۵ میں شائع ہوا تھا۔(۲) تاہم اس سے پہلے ہم اس تاریخی حقیقت کی جانب بھی اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہودیت اور عیسائیت میں صنف نازک کا کیا مقام و مرتبہ ہوتا تھا۔ تو گریز کرتے ہوئے صرف یہ واضح کرنا کافی ہے کہ یہودیت میں عورت کو اس حد تک کمتر سمجھا جاتا تھا کہ کسی بھی عورت چاہے وہ اس کی (ماں بہن بیوی بیٹی) ہی ہو وہ اس کے ساتھ گھر کے علاوہ کسی جگہ بات کرنا معیوب سمجھتے تھے۔ تاہم عیسائیت میں عورت ذات کی تکریم کی جاتی تھی لیکن جب عیسی نے ایک عورت کو زنا کے الزام میں وہ سزا نہ دی جو یہودیوں نے اپنی تعلیم میں گھڑ رکھی تھی تو وہ حضرت عیسی کے مخالف ہو گئے۔ سینٹ پول جو دراصل ایک یہودی تھا نے عیسائیت کا لبادہ اور حضرت عیسی کی تعلیمات کو مسخ کر دیا اور یوں عیسائیت میں بھی عورت کے گناہ اول کا عقیدہ کام ہو گیا!

اصل موضوع پر گفتگو سے قبل ہم دو امور کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں صنف نازک کے بارے میں اقبال کے کلام میں جس قدر وسعت ہمہ گیری اور گہرائی پائی جاتی ہے وہ ہمارے اس مقالے کا موضوع نہیں۔ تاہم یہاں واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ صرف "ضرب کلیم "میں "عورت" کے موضوع پر نو ضمنی موضوعات از قسم "مرد افرنگ "، "ایک سوال "، "پردہ خلوت "، "عورت کی حفاظت "عورت اور تعلیم اور آزادی نسخہ وغیرہ پر گفتگو کی گئی ہے۔(۳)

ایک دوسرا اہم پہلو جس پر ہم اپنے پڑھے لکھے طبقے کی خواتین مردوں کو توجہ دلانا چاہتے ہیں یہ کہ عدم نے مغربی خواتین کی آزادی نسواں (EMANCIPATION OF WEOMEN) کے بارے میں جو کچھ کیا اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ علامہ کے ہاں مردوں کی بڑائی (MALE CHLLVINISH) کا تصور پایا جاتا ہے اسی طرح خواتین کے لیے خاندان زندگی میں بچوں کی تعلیم و تربیت ہونے کے تصور ہے اس کا بھی ہر گز یہ مطلب نہیں کہ گھریلو زندگی میں اس کی حیثیت ایک لونڈی نوکرانی کی سی ہے کہ اسے گھر میں مقید کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کے تمام تر اعتراضات کے ہی اصف کا علامہ نے اس حقیقت سے بھی حرف نظر بیان کیا کہ انسانوں میں جبلت جنسی (SEXUAL INSTINCT) بھی ایک حقیقت ہے جو اس خود ایک بہت بڑا چیلنج ہے ہر دور اصناف کے لیے یہ جبلت ہر دور انسان کے اقرار کو مجبور کرتی ہے کہ شادی کی صورت میں وہ ایک دوسرے کے حلیف آور مددگار رہوں۔(۴،۵)

مزید شادی شدہ زندگی میں بچوں کی پیدائش ان کی تربیت نگہداشت حتی کہ ان کے بالغ ہونے اور شادی کے بعد وہ ان کا خیال رکھنے پر اپنے آپ کو مجبور اور پابند پاتے ہیں بلکہ بڑھاپے کے عالم میں تو اپنے بچوں کی اور مدد (نواسے پوتے وغیرہ) کی محبت

بھی ان کے پاؤں میں بیڑیاں بنی رہتی ہیں۔

دراصل درج بالا چند حقائق اس بات کا ثبوت ہے کہ ہر دور اصناف ایک دوسرے کے باہم مخالف (MUTUAL EXCLUSIVE)نہیں بلکہ وہ ایک دوسرے کے حلیف ہمدرد اور رفیق ہی۔

درد بالا معراضات کے بعد ہم ان تمام معترفین کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ علامہ اقبال تو تحریکِ مساوات مرد وزن کے بارے میں اُس وقت نہایت خیال افروز گفتگو کی تھی جب موجودہ زمانے کے دانشور ابھی بلوغت کے مرحلے سے گزر رہے تھے ۔یہاں ہمارا اشارہ جاوید نامہ ۱۹۳۲ کی نظم سے ہے علامہ اقبال ۱۹۳۵ میں یورپ کے دورے پر گئے اور انہیں اس تحریک سے آگاہی ہوئی۔اس نظم میں علامہ نے چند جن تصورات پر بات کی ہے وہ بہت حد تک ''الہامی ''نوعیت کے گنتے ہیں۔

جاوید نامہ میں دیخ(MARS) کی ایک نام نہاد تبیہ عورت کا ذکر ہے یعنی (ADMONITION OF THE MARTIAL PROPHETESS)علامہ اقبال نے پیر رومی کی رہنما کی معیت میں حالتِ فقراب میں مختلف آسمانوں کی سیر کی ع۔لامہ اقبال نے دیکھا کہ شہر کے ایک بڑے میدان میں عورتوں اور مردوں کا ایک جم غیز ہے۔(تصویر غال)ب جہاں ایک عورت چند ایسے امور پر نہایت بے حجانہ مردوزن کی کے ان نجی / انفرادی / پرائیویٹامور پر گفتگو کر رہی ہے جو بعد ازا زمانہ حال کے جدید تحریک مساوات مردوزنFEMINISMکا اہم ترین ایجنڈا ہے اور میجر اقبال ڈار صاحب کی عنایت کردہ تصویر جے ہم سعدیہ آفتاب کے ایم فل مقالے ۲۰۱۳ سے ہر دور کے شکریے کے ساتھ شائع کر رہے ہیں! علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

اگر یہ بھی کہا جائے کہ قریباًڈیڑھ صدی بعد بیجنگ پلس کانفرنس کے ذریعے اہم ترین سفارشات کی شکل میں تمام دنیا کے لیے ان کی پابندی کو لازم قرار دیا گیا تو یہ ہرگز غلط نہ ہو گا۔

ان تمام نکات کا تر زور مردانہ تفوق کی نفی(MALE CHAUVANISM) پر اور طبقہ نسواں کو باور کرانا ہے کہ ان کی آزادی(EMANCIPATION) کی واحد شکل مردوں کے شان و شانہ کام کرنے پر ہے۔ اقوام متحدہ نے ان سفارشات کو منظور کیا ان سفارشات میں سے چند کا ذکر ضروری ہے

۱۔ ہر دو انسان کے فطری امتیاز (ماں / بیوی بیٹی اور بہن) کو ختم کرنا

۲۔ ہم جنس پرستی اور فحبہ گری کی اجازت(sex worker)

۳۔ مذہبی انتہا پسندی کی خدمات اور مذہب بطور ایک اور ادارے کی تردید اور مخالفت

۴۔اسقاط محل کی اجازت وغیرہ وغیرہ

علامہ اقبال کی یہ نظم فارسی زبان میں ایک شاہکار ہے۔

اے زنان اے مادران اے خواہران
زیستن تا کے مثال دلبران
دلبری اندر جہان مظلومی است
دلبری محکومی و محرومی است
در دو گیسو شانہ گردانیم ما
مرد را نخچیر خود دانیم ما
مرد صیادی بہ نخچیری کند
گرد تو گردد کہ زنجیری کند
خود گدازیہائے او مکر و فریب
درد و داغ و آرزو مکر و فریب
گرچہ آن کافر حرم سازد ترا
مبتلائے درد و غم سازد ترا
ہمبر او بودن آزاد حیات
وصل او زہر و فراق او نبات
مار پیچان از خم و پیچش گریز
زہرہایش را بخون خود مریز
از اُمومت زرد روے مادران
اے خنک آزادی بے شوہران
وحی یزدان پے بہ پے آید مرا
لذت ایمان بیفزاید مرا

آمد آن وقتے کہ از اعجاز فن

می توان دیدن جنین اندر بدن

حاصلے برداری از کشت حیات

ہر چہ خواہی از بنین و از نبات

گر نباشد بر مراد ما جنین

بے محابا کشتن او عین دین

در پس این عصر اعصار دگر

آشکارا گردد اسرار دگر

پرورش گیرد جنین نوع دگر

بے شب ارحام در یابد سحر

تا بمیرد آن سراپا اہرمن

ہمچو حیوانات ایام کہن

لالہ ہا بے داغ و با دامان پاک

بے نیاز از شبنمے خیزد ز خاک

خود بخود بیرون فتد اسرار زیست

نغمہ بے مضراب بخشد تار زیست

آنچہ از نیسان فرو ریزد مگیر

اے صدف در زیر دریا تشنہ میر

خیز و بافطرت بیا اندر ستیز

تا ز پیکار تو حر گردد کنیز

رستن از ربط دو تن توحید زن

حافظ خود باش و بر مردان متن

اس تمام تر "وعظ و نصیحت سننے کے بعد علامہ اقبال نے اس پر یوں تبصرہ کیا!

مذہب عصر نو آئینے نگر
حاصل تہذیب لا دینے نگر
زندگی را شرع و آئین است عشق
اصل تہذیب است دین، دین است عشق
ظاہر او سوزناک و آتشین
باطن او نور رب العالمین
از تب و تاب درونش علم و فن
از جنون ذو فنونش علم و فن
دین نگردد پختہ بے آداب عشق
دین بگیر از صحبت ارباب عشق

اس تمام تر بحث کو یوں سمیٹا جا سکتا ہے کہ

ا۔ مغرب اور استعماری طاقتیں اپنے صدیوں پرانے مقصد اپنی مسلم عائلی خاندان کو تباہ کرنا، میں کامیاب ہو گیا اور پاکستان کے کا نظامِ حکومت، تعلیمی نظام اور سب سے بڑھ کر دین / مذہبی اصحاب (پیر فقیر علماء اور المہ) اور سیاسی جماعتیں، عزیز میں اُس جنسی سفر نامی کو رکنے میں کامیاب نہ ہو سکے جن کا مظاہرہ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں نے اس عام لوگوں میں جنسی جرائم کے وقوع سے باسانی لگایا جا سکتا ہے۔ ایک مسلم ماہر نفسیات کے بقول:

> "مغرب میں گزشتہ سو سالوں میں اخلاق باختگی کے جو طوفانین نے تباہ کاری کی تھی پاکستان میں وہ نتائج گزشتہ صرف دو دہائیوں میں رونما ہو گئے "(۵)

مذہبی عورت کو اس تمام تر جدوجہد اور جگ و دو کرنے کا ضرورت یوں پیش آئی کہ ان کے پاس کوئی الہامی ہدایت صحیح شکل میں موجود نہیں تھی لیکن مسلمان عورت کے پاس تو قران و حدیث میں درج کافی زندگی گزارنے کے لیے نہایت موجود ہے پھر اس چشمہ صوفی کی موجودگی میں مغربی استعمار کا اتباع کس لیے؟

دیکھیے مرقدِ اقبال سے کیا آواز آ رہی ہے!

معمارِ حرم بعض تعمیر جہاں خیز
از خوب گراں، خوب گراں، خوب گراں خیز!

حوالہ جات

1. Auja Farid, Muslim Woman My World Religions Perspective, 2nd ed., Karachi University, Karachi, 2006

۲. محمد اقبال: "جاوید نامہ"، ۱۹۳۵ء

۳. محمد اقبال: "ضربِ کلیم" کلیاتِ اقبال (اردو)، غلام اینڈ سنز لاہور، ۱۹۹۵ء

۴. سید ابو اعلیٰ مودودی: "پردہ"، اسلامک پبلی کیشنز لاہور

۵. محمد آفتاب خان، "عورت، حلیف یا حریف ادبیات" اردو بازار